مسلمانوں کے مذھبی جذبات کو اُبھارا، قوم اُس سے اور اُن کے وارثان سے بھی پوچھتی ہے کہ اب یہ مسجد کعبہ کی بیٹی نہیں رہی؟ لیکن یہ لوگ قوم کو کیا جواب دیں گے؟ تاریخ شاہد ہے کہ مسلمانوں کے مذھبی جذبات کو EXPLOIT کرنے اور مسجد سے غداری کرنے والے ایسے تمام عناصر کو خدا کی بے آواز لاٹھی نے ڈبو دیا، جن کی شخصیتوں کے افراسیابی گنبد مسجد شہید گنج کی اینٹوں سے کھڑے ہوئے تھے۔

آج اگر ایک شخص نے ہمت اور جرأت کا مظاہرہ کر کے مسجد کے مسئلہ کو عدالت میں اٹھایا ہے تو تمام دینی و سیاسی جماعتوں کو اس شخص کی حوصلہ افزائی کرنے کے علاوہ اسکی ہر ممکن مدد کرنی چاہیئے۔ اس وقت جبکہ پنجاب میں مسلم لیگ پنجاب اور اسلامی جمہوری اتحاد کے صدر جناب نواز شریف کی حکومت ہے تو انہیں مسجد واگزار کرانے کیلئے اخلاص کے ساتھ ذاتی دلچسپی کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ اگر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب وفاقی حکومت سے مخاصمت کی پالیسی کے نتیجہ میں یہ بیان دے سکتے ھیں کہ:

"بابری مسجد کے معاملہ کو وفاقی حکومت کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

تو انہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ صوبائی دار الحکومت لاھور میں واقع مسجد شہید گنج سکھوں کے قبضہ میں ہے اور اگر گذشتہ آٹھ، نو سال سے پنجاب میں سیاہ و سفید کے مالک ہونے کے باوجود اس "کعبہ کی بیٹی" کو واگزار کرنے کے لئے آپ کا عشقِ رسولؐ آتش نمرود میں نہیں کود سکا تو اب بھی وقت ہے۔ آپ کو یقیناً اس سے سیاسی فائدہ بھی حاصل ہوگا۔ ملک کی تمام دینی قوتیں جو اسلامی جمہوری اتحاد میں شامل ھیں اور جناب نواز شریف کو اپنا نمائندہ قرار دیتی ھیں۔ انہیں بابری مسجد کے مسئلہ پر احتجاج کے ساتھ ساتھ مسجد شہید گنج کی بازیابی کیلئے بھی اپنے اس نمائندہ پر دباؤ ڈالنا چاہیئے۔ نیز یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ پنجاب حکومت کیونکہ تاریخی حوالے سے اس راکھ میں پوشیدہ شعلوں سے بخوبی واقف ہے۔ اس لئے مسجد کے مسئلہ کو عدالت میں اُٹھانے اور اسے ہوا دینے والے شخص پر دباؤ ڈالنے کے لئے پنجاب انتظامیہ اُسے ھراساں کر رہی ہے۔ ایسی صورتحال میں مسجد شہید گنج تمام دینی جماعتوں کو اپنے فرض کی ادائیگی کے لئے پکار رہی ہے۔

شیخ الصّحابہ رضی اللہ عنہ

از: مولانا محمد عبدالحق چوہان

"علی اکبر" سبائی تبرائی کی کتاب "شیخ سقیفہ" غلاظت کی پوٹ ہے

(قسط ۱)

اس وقت "علی اکبر" نامی ایک سبائی تبرائی کی تصنیف کردہ کتاب "شیخ سقیفہ" کے چند اقتباسات ہمارے پیش نظر ہیں۔ دیدۂ بصیرۃ سے محروم خفاش صفت سبائی نے سید ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ضیاء پاش سیرۃ سے پھوٹنے والی ہر کرن کو علامتِ ظلمت تصور کرتے ہوئے آپکی سیرۃ مطہرہ کو داغدار کرنے کی ناتمام کوشش کی ہے۔ اس نے اپنی تمام خرافات کیلئے تاریخی روایات کو سندِ جواز کے طور پہ پیش کیا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے:

اس کتاب میں ہم نے حضرت ابوبکر کے بارے میں بے لاگ گفتگو کی ہے۔ اس گفتگو سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں اور دل آزاری کی کوئی بات بھی نہیں ہے کہ ہم صحابہ کی حقیقت بتا چکے ہیں چنانچہ ابوبکر کی کوئی دینی حیثیت نہیں تھی کہ ان پہ تحقیق اور بے لاگ گفتگو کرنا جرم ہو یا اس سے دین میں نقص پیدا ہوتا ہو۔

تاریخ کسی کو معاف نہیں کرتی اور معاف بھی کیوں کرے۔ اس کا تو کام ہی یہ ہے کہ ماضی کی سچائیوں کو پیش کرے تاکہ حال اور مستقبل سنور سکے۔ تاریخ نے ہر علاقہ اور ہر دور کی جہاں تک رسائی ہو سکی سچائی پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ تاریخ کے ہر پہلو پہ تحقیق ہوتی رہی ہے۔ ہر شخصیت زیرِ بحث آتی رہے گی۔ لہٰذا جناب ابوبکر کی ذاتِ گرامی پہ بھی تحقیق و گفتگو ضروری ہے۔

[ص۸ زیرِ عنوان پیش لفظ]

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شخصیت وہ ذاتِ گرامی ہے جس کی صحابیت قرآن مجید کی نص قطعی سے ثابت ہے۔ دینِ اسلام کے متعلق آپکی خدمات گرانمایہ کے متعلق بھی قرآن مجید میں اشارات موجود ہیں۔ اگر آج کوئی شخص سبائیہ اور روافض کی وضع کردہ جعلی اور مکذوبہ روایات کے تارِ عنکبوت کا سہارا لیکر آپ کی شخصیت کیخلاف بہتان و افتراء کا ارتکاب کریگا تو اس کی یہ دروغ گوئی "عواء الکلب" کے زمرہ میں شمار ہوگی۔ اس طرح کی جعلی اور مکذوبہ روایات کے متعلق محققین نے انذار و تحذیر کے پیرایۂ بیان میں امّت کو متنبہ کیا ہے

وَ ایاکم ودجالین وکذابین من المؤرخین قمنت علیهم ظروف زمنهم ان یقبلوا الحقائق ویکذبوا علی اللّٰه وعلی الامة الاسلامیة فینسبون القبائح لاصحاب رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم [اتمام الوفا صـ۲۵۹]

خبردار تم اپنے آپ کو دجّال صفت جھوٹے مؤرخین سے بچاؤ جنھوں نے اپنے زمانہ کے حالات سے متاثر ہوکر حقائق کی اُلٹی تصویر کشی کی ہے اللہ اور اُمتِ مسلمہ کی طرف کذب بیانی کو منسوب کیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی ذواتِ مقدسہ کی طرف افعال قبیحہ کے ارتکاب کو منسوب کیا ہے۔

اور آپ کے متعلق یہ کہنا کہ:

"چنانچہ ابوبکر کی کوئی دینی حیثیت نہیں تھی کہ ان پر تحقیق اور بے لاگ گفتگو کرنا جرم ہو"

ایک بدیہی حقیقت کا انکار ہے اور چمکتے ہوئے سورج کی روشنی سے چشم پوشی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ ان کی ہی تبلیغ پر حضرت ابوعمرو عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابوعبداللہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ۔ حضرة ابومحمد عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ۔ حضرة ابواسحٰق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ۔ حضرت طلحة الخیر الفیاض رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے اور جن غلاموں کو صنادید قریش نے اسلام کے قبول کرنے پر ظلم و بربریت کا تختۂ مشق بنایا، صدیق اکبرؓ نے ان مظلوم مسلمانوں کو سفاکیت سے رہائی دلانے کیلئے اُنکے آقاؤں سے اُنکو خرید کر آزاد کرنا شروع کر دیا۔ ان آزاد کردہ مسلمانوں میں سے یہ حضرات زیادہ شہرة یافتہ ہیں۔ حضرة عامر بن فہیرہ۔ سیدہ ام عُبَیْس سیدہ زنیرہ۔ سیدہ نہدیہ اور اُنکی بیٹی اور موحد اعظم اور مؤذن رسول سیدنا بلال ابن رباح رضوان اللہ علیہم اجمعین

ایک دفعہ آپکے والد نے آپکو نصیحت کے انداز میں کہا:

یا بُنَیَّ انی اراك تعتق رقاباً ضعافاً فلوانك اذ فعلت اعتقت رجالاً جُلداً یمنعونك ویقومون دونك

[ابنِ ھشام صـ۳۱۹ ج ۱]

اے میرے بیٹے میں تجھے دیکھ رہا ہوں کہ تو کمزور غلاموں کو آزاد کر رہا ہے۔ اگر تجھے یہ کام کرنا ہی ہے تو طاقتور غلاموں کو آزاد کر تاکہ ضرورة کے وقت تیری حفاظت کریں گے اور تیرے سامنے ڈھال بن جائیں گے۔

اس پر سیدنا صدیق اکبر نے جواباً ارشاد فرمایا:

فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ یا ابت انی انما ارید ما ارید للہ عزوجل۔

میں یہ کام جو کر رہا ہوں اس میں میرا ارادہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی ہے۔

حضرۃ اسید ابن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایۃ ہے کہ جس وقت حضرۃ ابوبکر کی وفاۃ ہوئی تو انھیں کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا۔ اور مدینہ منورہ کے اندر بالکل وہی حالت تھی جیسی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفاۃ کے دن ہوئی تھی۔ حضرۃ علی رضی اللہ عنہ اناللہ وانا الیہ راجعون پڑھتے ہوئے تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا کہ آج کے دن "خِلافتِ نُبوّۃ" ختم ہوگئی۔ اور اس کے بعد فرمایا:

کنتَ اوّل القوم اسلاماً واخلصہم ایماناً واشدھم یقیناً واخوفہم للہ واعظمہم غناءً فی دین اللہ واحوطہم علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ واحدبہم علی الاسلام وامنہم علی اصحابہ واحسنہم صحبۃً واکثرھم مناقب وافضلہم سوابق وارفعہم رتبۃً واقربہم وسیلۃً واشبہہم برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھدیاً وسمتاً وفضلاً واشرفہم منزلۃً واکرمہم علیہ واوثقہم عندہ فجزاک اللہ عن الاسلام خیراً وعن رسولہ خیراً

[ازالۃ الخفاء ص۶۹ ج ۲]

تم سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے۔ سب سے زیادہ مخلص مومن اور یقین کی دولت سے مالا مال تھے اور اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے اور اللہ تعالیٰ کے دین میں سب سے زیادہ نفع رساں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ نگہبانی کرنے والے تھے اسلام کی طرف سب سے زیادہ راغب اور جھکنے والے تھے۔ آپ اصحاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سب سے زیادہ احسان کرنیوالے تھے اور سب سے زیادہ حق ادا کرنیوالے تھے۔ آپکے مناقب سب سے زیادہ ہیں اور فضیلۃ میں سب سے زیادہ آگے تھے اور درجہ کے اعتبار سے سب سے زیادہ بلند۔ عادات۔ اخلاق رحمت، مہربانی اور فضیلۃ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہت رکھنے والے تھے مرتبہ کے لحاظ سے سب سے زیادہ اشرف اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ معزز اور معتمد۔ اسلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ نے جس طرح خدمۃ کی ہے اللہ تعالیٰ آپ کو جزاء خیر سے نوازے۔

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض الوفاۃ میں ۸ ربیع الاول ۱۱ھ کو جمعرات کے یوم ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا اور اسمیں آپ نے حضرۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی دینی خدمات کا تذکرہ بھی فرمایا۔ چنانچہ "البدایہ والنہایہ" میں ہے :

وخطب علیہ الصلواۃ والسلام فی یوم الخمیس قبل ان یقبض بخمس ایام خطبۃ عظیمۃ بیّن فیھا فضل الصدیق من سائر الصحابۃ مع ما کان قد نص علیہ ان یوم الصحابۃ اجمعین۔

[جمعرات کو] ایک عظیم خطبہ ارشاد فرمایا جس میں آپؐ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی تمام صحابہ پر فضیلۃ بیان فرمائی اور اس خطبہ میں بیان کی ہوئی فضیلۃ کے ساتھ آپ کی طرف سے یہ نص قطعی (واضح حکم) بھی موجود ہے کہ ابوبکر صحابہ کی امامۃ کرائیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدماتِ اسلامیہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد اور حضرۃ علی رضی اللہ عنہ کے اعترافِ حقیقۃ کے بعد ابن سبا یہودی کے روحانی خلف کے اس قول کی :

"چنانچہ ابوبکر کی کوئی دینی حیثیت نہیں تھی"

کیا حیثیۃ اور وقعت رہ جاتی ہے اور اس کی یہ بکواس بدیہی حقیقت کے انکار کے زمرہ میں شمار ہوگی حضرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو والہانہ محبت اور عشق تھا۔ اس میں خود غرضی اور ھوس اقتدار کے جذبات کی آمیزش کی طرف اشارہ کرکے آپکے "درجۂ صدیقیۃ" میں رخنہ اندازی کرنیکی کوشش کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے :

"کہ اسلام کے ساتھ انکی وابستگی میں انکے سیاسی عزائم کی جھلک نظر آتی ہے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُن میں نکھار آتا چلا گیا۔ اور جب رسول کا وقتِ آخر قریب ہوا تو انکے عزائم کھل کر سامنے آگئے اور انکے طرزِ عمل سے بے مروّتی ظاھر ھونے لگی اور وہ رسول اللہ کے رحلت فرماتے ہی بالکل اسی طرح سے حکومت حاصل کرنیکے لئے جھپٹ پڑے کہ جس طرح عام طور پہ بادشاھت کے دور میں ہوا کرتا تھا کہ چاہے بیٹا کیوں نہ ہو اسے باپ کے جنازے سے زیادہ اس کی چھوڑی ہوئی بادشاھت سے دلچسپی ہوتی تھی۔"

اگر حضرۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کی تصدیق کرکے حصارِ اسلام میں داخل ہونا سیاسی عزائم کی

بناء پر تھا تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا کس جذبہ کے ماتحت تھا۔ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خالصتاً بجذبہ اخلاص بلا آمیزش ہوس اقتدار کے نبوۃ کی تصدیق کی تھی تو حضرۃ ابوبکر کا اسلام قبول کرنا بھی اسی جذبۂ اخلاص کے تحت تھا جس وقت حضرۃ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبوۃ کی تصدیق کی تھی اس وقت یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ یہ تصدیق حصولِ خلافت کیلئے ہے کیونکہ اس وقت پورا جزیرہ نمائے عرب آپکے دین کا مخالف تھا اور خصوصاً سرزمین مکہ آپ کیلئے تعذیب گاہ بنی ہوئی تھی آپ کا اسلام قبول کرنا فطری صلاحیت و استعداد اور روحانی قوتِ اخذ و اقتباس کی بنا پہ تھا نا کہ سیاسی عزائم کی بنا پہ۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ :

وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ما دعوتُ احداً الی الاسلام الا کانت فیہ عندہ کبوۃ و نظر و تردد فیہ۔ [ابنِ ہشام صـ۲۵۲ جـ۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی دعوت دی اس نے اوّلاً اس معاملہ میں تاخیر کی اور تردد کا اظہار کیا۔ مگر ایک ابوبکر ابن ابی قحافہ ہے کہ جب میں نے اس کے سامنے اسلام کی حقیقت بیان کی اور دعوت دی تو اس نے بلا تردد اور بغیر ایک لمحہ دیر کئے اس دعوت کو قبول کر لیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرۃ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی والہانہ محبت کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک روز صنادید قریش حطیم کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اتنے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تشریف لائے : پھر کیا ہوا ؟

فوثبوا الیہ وثبۃ رجل واحد واحاطو بہ یقولون أنت الذی تقول کذا وکذا لما کان یقول من عیب آلھتھم ودینھم فیقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم انا الذی اقول ذالک۔ قال فلقد رأیت رجلا منھم اخذ بمجمع ردائہ۔ قال فقام ابوبکر

تمام کے تمام کود پڑے اور آپ پر یکبارگی حملہ آور ہوئے اور آپ کو گھیرے میں لے لیا اور کہنے لگے کہ کیا تو ہمارے دین کے متعلق اس طرح کہتا ہے ؟ اُن کا اشارہ آپؐ کے اس قول کی طرف تھا جو کہ آپ اُن کے جھوٹے خداؤں اور اُن کے باطل دین کے متعلق کہتے تھے آپؐ نے فرمایا بالکل میں ہی کہتا ہوں۔ اس وقت